دنیا کے مزدورو ایک ہو جاؤ!

سی پیک کا سراب!!!

کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان

سینٹرل سیکریٹریٹ: D-168 نسیم نگر فیز III حیدر آباد

ای میل: cppk1948@gmail.com

سیل نمبر: 0345-3156703, 0345-2059253, 0333-2714014

10 روپے

سی پیک کا سراب

اس وقت ہر طرف چین پاکستان اقتصادی راہداری (سی پیک) کے چرچے ہیں۔ اخباروں و دیگر اطلاعاتی اداروں میں یا سیاسی پارٹیوں میں روزانہ کے حساب سے گرما گرم بحث جاری ہے۔ حکومت وقت اور فوج کی طرف سے سی پیک کی برکتوں پر شد و مد سے بیان بازی کی جارہی ہے۔ کہا یہ جارہا ہے کہ یہ منصوبہ پاکستان کی قسمت بدل دے گا۔ یہ گیم چینجر ہے۔ کالج اور اسکولوں میں خفیہ اداروں (جواب خفیہ نہیں رہے نہ ہی وہ خفیہ رہنے کی کوشش کرتے ہیں) کی طرف سے ہدایات آرہی ہیں کہ مذاکرے اور تقریری مقابلے کرائے جائیں اور سی پیک کی حمایت میں ماحول تیار کیا جائے۔ ایسے لگتا ہے جیسے سی پیک سے ملک میں دودھ اور شہد کی ندیاں بہنے لگیں گی۔ اس کے مخالفوں کو پاکستان کا دشمن، کافر اور انڈیا، امریکا کے ایجنٹ ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا جارہا ہے۔ عین اسی طرح جیسے 50 کی دہائی میں ملک کو امریکا کی طرف سے ترتیب دیئے گئے مختلف دفاعی معاہدوں میں منسلک کیا جارہا تھا۔ اس وقت بھی اس پالیسی کی مخالفت کرنے والے ہر مخالف کو غدار کے القاب سے نوازہ جارہا تھا۔ آج فرق صرف اتنا ہے کہ اس وقت سوویت یونین اور انڈیا کا ایجنٹ کہا جارہا تھا اور اب امریکا اور انڈیا کا۔ اُس وقت امریکا کی نئی غلامی کی مخالفت کرنے کے سبب اور رکاوٹ سمجھ کر کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان پر پابندی عائد کی گئی تھی۔ پارٹی کے رہنماؤں سے لیکر عام کارکنوں تک کو پابند سلاسل کیا گیا اور عقوبت خانوں میں تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جبکہ مذہبی پارٹیاں امریکا سے ڈالروں کے تحفے ملنے کی وجہ سے حمایت کررہی تھیں۔ اب بھی یہ پارٹیاں چین سے مال متار لیکر آنکھیں بند کرکے اس کی حمایت کررہی ہیں۔ اقتدار پرست پارٹیاں جی ایچ کیو کو پاور بروکر سمجھتے ہوئے ان کی پالیسی کو آمنہ و صدقنا تسلیم کرکے اس کی وکالت کررہی ہیں۔ نواز لیگ نے تو چین سے کاروباری معاملات میں حصے داری کرکے سی پیک کی چیمپئین بننے کی کوشش کی ہے۔

ہمارے لیئے کونسے ایسے مسائل ہیں جس کی وجہ سے ہمیں اس پر اعتراضات ہیں۔ سی پیک کے بارے میں آغاز سے لیکر ریاست نے ایسا مبہم انداز اختیار کیا ہے کہ آج تک اصل معاہدوں کو عوام کے سامنے تو نہیں لایا جارہا بلکہ پارلیمنٹ میں بھی اس پر کوئی واضح بریفنگ نہیں دی جارہی۔ پارلیمنٹ کے اکثر ممبران اس کے متعلق بے خبر لگتے ہیں۔ 2015 میں جب اس معاہدے پر دستخط ہوئے تو اسے 46 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کا منصوبہ ظاہر کیا گیا۔ بعد میں یہ خبریں آئیں کہ یہ منصوبہ 51 ارب ڈالر کا ہوگیا ہے۔ اب اطلاعات یہ ہیں کہ یہ رقم 55 ارب

ڈالر سے بھی تجاوز کر گئی ہے۔ جب بھی کوئی نیا منصوبہ سامنے آتا ہے تو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کیلئے رقم کہاں سے آئے گی۔ بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی سی پیک کا حصہ ہے۔ ابتدا میں بتایا گیا کہ سی پیک میں گوادر سے ایک روڈ نکلے گا جو بلوچستان، کے پی کے، پنجاب، پھر کے پی کے اور گلگت سے ہوتا ہوا کاشغر سے چین میں داخل ہو گا۔ اس راستے پر صنعتی مراکز بنیں گے اور مختلف جگہوں پر بجلی گھر بنیں گے۔ لیکن اب تو اس کا دائرہ وسیع ہوتا جا رہا ہے۔

اصل میں چین اپنی معاشی ترقی اور دنیا کے مختلف ممالک تک مارکیٹ حاصل کرنے کے ساتھ سے زائد ممالک کیلئے کچھ منصوبے بنا چکا ہے۔ جسے ون بیلٹ ون روڈ (OBOR) کا نام دیا گیا ہے۔ اس منصوبے کے تحت چین چھ معاشی راہداریاں تعمیر کرنے کا منصوبہ رکھتا ہے۔ جس سے انہیں مختلف براعظموں کے ساتھ سے زائد ممالک تک آسانی سے زمین کے راستے رسائی حاصل ہو جائے گی۔ ان میں کچھ راہداریاں مکمل ہونے کو ہیں اور کچھ کی تکمیل تیزی سے جاری ہے۔ جبکہ کچھ منصوبے التوا کا شکار ہو گئے ہیں۔ بہر حال چین بنیادی طور پر اپنے لیئے خام مال کی درآمد، تیل اور گیس کی ترسیل کی آسانی اور برآمدات کو وسعت دینے اور انہیں محفوظ بنانے کے کم ان منصوبوں پر عمل پیرا ہے۔ چین کو اپنے استعمال کیلئے 77 فیصد تیل اور گیس درآمد کرنا پڑتا ہے۔ واضح ہو کہ بحری گذرگاہوں (میرین روٹس) پر اکثر امریکی اثر و رسوخ ہے۔ ممکنہ طور پر مختلف جگہوں پر چین کیلئے رکاوٹیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اس وجہ سے وہ ان ممکنہ رکاوٹوں سے بچنے کیلئے زمینی راہداریاں تعمیر کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بحری جہاز رانی کے فاصلوں کو کم سے کم کرنے کی حکمت عملی پر کار فرما ہے۔ اس کی ایک مثال گوادر بندرگاہ کی ہے۔ چینی درآمدات اور برآمدات کیلئے پاکستانی بندرگاہوں سے شنگھائی تک فاصلہ 10 ہزار کلومیٹر کم ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بحر جنوبی چین میں موجود جزائر پر جاپان و دیگر خطے کے ممالک چین کی حاکمیت کو چیلنج کر رہے ہیں۔ اس مقصد کیلئے انڈیا، آسٹریلیا، جاپان، جنوبی کوریا اور تائیوان، امریکا سے دفاعی معاہدہ کر کے شنگھائی بندرگاہ کی طرف رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں۔ اس دفاعی معاہدے میں منسلک ممالک امریکا سے ملکر مشترکہ فوجی مشقیں بھی کرتے رہے ہیں۔ بحر جنوبی چین میں واقع 250 جزائر پر ویتنام اور جاپان سمیت کئی ممالک کی ملکیت کا دعویٰ ہے۔ واضح رہے کہ یہ جزائر تیل، گیس سمیت کئی قیمتی معدنیات سے مالا مال ہیں۔ ان جزائر پر یہ ممالک چینی ملکیت کے دعوے کو رد کرتے ہیں۔ اس وجہ سے اس خطے میں جنگی کیفیت پیدا ہو چکی ہے۔ یعنی چین کیلئے یہ بحری راستہ غیر محفوظ ہو گیا ہے۔ چین کو پاکستانی بندرگاہوں کی وجہ سے نہ صرف محفوظ راستہ مل رہا ہے بلکہ فاصلہ بھی کم

ہو رہا ہے۔ چین کو بہت بڑی سہولت اور حفاظت مل رہی ہے۔ اس کے بدلے پاکستان کو کیا مل رہا ہے؟ قرضے ہی قرضے !!! گوادر بندرگاہ پر متحدہ عرب امارات کے تحفظات کی وجہ سے ان کے حکمرانوں نے ضد میں آکر انڈیا میں چین کی پاکستان میں سرمایہ کاری سے کہیں زیادہ 75 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کے معاہدے کر لیے ہیں۔

درج بالا حقائق کو سامنے رکھا جائے تو ہر حوالے سے سی پیک سے چین کو ہی فائدہ مل رہا ہے۔ جبکہ پاکستان میں سرمایہ کاری کیلئے امداد ہے نہ تحفہ، الٹا سارے منصوبوں کی رقم پاکستان پر قرضہ ہو گی جو چینی بنک اور مالیاتی ادارے قرض دیں گے وہ سود سمیت پاکستان نے ادا کرنے ہوں گے۔ سود کی شرح کے بارے میں بھی معاملا مبہم رکھا گیا ہے۔ صرف ایک بات کہی جا رہی ہے کہ شرح سود مالیاتی مارکیٹوں کے اتار چڑھاؤ کی وجہ سے بڑھ بھی سکتا ہے۔ مسئلہ تو یہ ہے کہ یہ قرضے لینے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ پہلے ہی پاکستان 75 ارب ڈالر بیرونی قرضوں کے تلے دبا ہوا ہے چینی قرضے سے اس میں مزید اضافہ ہو گا۔ اندرون ملک بنکوں سے لیا گیا قرضہ الگ ہے۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ موٹرویز، ریلوے لائنوں کی مرمت، کراچی سرکلر ریلوے، میٹرو جیسے تمام منصوبے سی پیک کی رقم سے تعمیر کیئے جا رہے ہیں۔ مجموعی طور پر چین کی سرمایہ کاری کو اس وقت چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ روڈ، ریل، بندرگاہیں، بجلی گھر، صنعتیں کانیں۔ یہ سارے منصوبے چین کے مفاد کیلئے استعمال میں آئیں گے۔ یعنی قرضہ پاکستان پر ہو گا اور ذرائع رسل و رسائل چینی مال کیلئے استعمال ہوں گے۔ بجلی گھر پاکستانی کوئلے سے یا سورج اور ہوا سے بجلی پیدا کریں گے۔ وہ پاکستان کو تو قیمت پر دیں گے باقی بجلی اپنی صنعتوں کیلئے استعمال کریں گے۔ تیل گیس اور کانوں سے حاصل ہونے والی معدنیات چینی سرمائے کی بڑھوتری کیلئے استعمال ہوں گی جس کی مثال آج بھی بلوچستان کے معدنیات سے حاصل ہونے والا سرمایہ ہے۔ بلوچستان کی ترقی میں تو ان کانوں سے حاصل ہونے والی معدنیات نے کچھ کردار ادا نہیں کیا لیکن چین کی معیشت مضبوط سے مضبوط تر ہو رہی ہے۔

پاکستانی حکومت کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں 22 ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی اس وقت بھی صلاحیت موجود ہے۔ لیکن ان کی قیمت زیادہ ہونے کی وجہ سے بجلی کم پیدا کی جا رہی ہے۔ اس میں بھی ہوا اور سورج سے بجلی پیدا کرنے سے زیادہ کوئلے سے بجلی پیدا کرنے پر زور دیا جا رہا ہے۔ جس سے چین تو سرمایہ کمائے گا لیکن ماحولیاتی آلودگی پاکستان بھگتے گا۔ واضح ہو کہ چین نے اپنے ملک میں کوئلے کے استعمال سے اتنی ماحولیاتی آلودگی پیدا کی ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے والی آلودگی کا 40 فیصد صرف چین پیدا کرتا ہے۔

جہاں تک چینی سرمائے کاری سے صنعتوں کے قیام کا مسئلہ ہے۔اس میں یہ واضع نہیں کہ اس میں پاکستانی حکومت یا سرمایہ داروں کا کتنا حصہ ہو گا؟ان سے حاصل ہونے والے منافع کا کتنا حصہ چین اپنے ملک لے جائے گا اور کتنا پاکستان میں مزید سرمایہ کاری کیلئے استعمال کرے گا۔اس سے اگلا اور اہم سوال یہ ہے کہ ان صنعتوں سے پیدا ہونے والی مصنوعات صرف برآمدات کیلئے ہوں گی یا پاکستانی مارکیٹوں میں بھی آئیں گی؟یقیناً یہ مصنوعات پاکستانی مارکیٹوں میں بھی فروخت ہوں گی۔تو پھر پاکستانی صنعتوں کا کیا حال ہو گا۔جو پہلے ہی ایک طرف چینی مال کی برآمد اور اسمگلنگ کی وجہ سے بحران میں مبتلا ہیں۔بائیجریا میں چینی برآمدات کے نتیجے میں 80 فیصد صنعتیں بند ہو چکی ہیں۔بجلی کی لوڈشیڈنگ نے پاکستانی صنعتوں کی حالت پہلے ہی خراب کر دی ہے۔اس وجہ سے صنعتیں بند ہوتی جا رہی ہیں۔پاکستان میں چینی کے قیام سے پاکستانی صنعتوں کا پیداوار دینا ممکن ہی نہیں رہے گا۔ اطلاعات کے مطابق پاکستان میں چینی سرمایہ کاری پر کسٹم ڈیوٹی،انکم ٹیکس،سیلز ٹیکس،فیڈرل یا وفاقی ایکسائز ڈیوٹی کی چھوٹ دینے کیلئے حکومت ایس آر او جاری کر چکی ہے۔گوادر بندرگاہ پر ایک تقریب میں پاکستانی صنعت کاروں نے احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ پاکستانی صنعتوں کو بھی کیوں نہیں رعایتیں دی جا رہی۔پاکستان چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری نے اس سلسلے میں 139 صفحات پر مشتمل اپنے اعتراضات و خدشات تحریراً حکومت کو دی ہیں۔جس پر حکومت کوئی فیصلہ کرنے کیلئے تیار نہیں ہے۔دنیا اپنی ملکی صنعتی پیداوار کو تحفظ دینے کیلئے نئی نئی ترکیبیں تلاش کر رہی ہے اور ہمارے یہاں اسے بند کرنے کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔تازہ رپورٹس کے مطابق چین اور پاکستان کی باہمی تجارت میں اس وقت بھی پاکستان 7 ارب ڈالر سے زیادہ خسارہ برداشت کر رہا ہے۔نئی صورتحال میں پاکستانی معاشرہ پیداواری کے بجائے خریدار معاشرے میں تبدیل ہو جائے گا۔پاکستانی صنعتوں کے بند ہونے سے سب سے زیادہ نقصان تو پنجاب کو ہو گا کیوں کہ اس وقت سب سے زیادہ صنعتیں پنجاب میں ہیں۔ پنجاب کی آبادی کا 40 فیصد سے زیادہ یعنی کروڑوں لوگ صنعتوں سے وابستہ ہیں۔وہ بیروزگار ہو جائیں گے۔سی پیک پر سندھ اور پختون خوا کی حکومتیں اور قوم پرست قوتیں زیادہ شور مچا رہی ہیں کہ اس کی ترقی کے ثمرات کم آبادی والے صوبوں کو نہیں پہنچ رہے چین کم آبادی والے صوبوں کی معدنیات کو لوٹے گا۔اس کے سارے ثمرات پنجاب کو میسر ہو رہے ہیں۔اس وجہ سے پنجاب میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ یہ ہماری ترقی کا منصوبہ ہے۔اس سے ہمارے لیئے روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔حقیقت یہ ہے کہ چین کی ایک ارب 37 کروڑ آبادی میں سے 13 فیصد سے زیادہ لوگ بیروزگار ہیں جن کی تعداد 16 کروڑ سے بن جاتی ہے۔سنگاپور میں چین کی

سرمایہ کاری کے نتیجے میں آبادی کا تناسب کچھ اس طرح ہو گیا ہے کہ جنوری 2017 کی مردم شماری کے مطابق چینی نسل کی آبادی 76.2 فیصد اور اصل سنگاپور نسل کی آبادی 15.0 فیصد ہو گئی ہے۔ یعنی سنگاپور میں چینی آبادی کا مکمل قبضہ ہو چکا ہے۔ اس تجربے سے یہ واضع ہو رہا ہے کہ پاکستان میں چین کی سرمائے کاری سے پیدا ہونے والے مواقع سے پہلے وہ اپنی آبادی کو روزگار دیں گے۔ سی پیک میں لگنے والی صنعتیں زیادہ تر ہائی ٹیک پر مشتمل ہوں گی جس میں کم افرادی قوت کی ضرورت ہو گی اور ہائی ٹیک کی تربیت پاکستانی افرادی قوت میں کم ہی پائی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کی طرف سے نئے ادارے قائم کر کے ہنر مند افرادی قوت تیار کرنے کی بھی کوئی منصوبہ بندی سامنے نہیں آئی۔ اس وقت بھی کئی ہزار چینی پاکستان آ چکے ہیں۔ ابھی تک سی پیک میں صرف پاکستانی سیمنٹ استعمال ہو رہا ہے۔ باقی ہر چیز چین سے لائی جا رہی ہے۔ لوگ بھی چین سے اور مال بھی چین کا۔ سنگاپور کی آبادی میں اس وقت چینی آبادی مقامی آبادی سے زیادہ ہے۔ بلوچستان کی آبادی تو بہت کم ہے اس وجہ سے تھوڑے ہی عرصے میں آبادی کا تناسب بدل جائے گا۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ کم از کم ٹرکوں کیلئے ڈرائیوروں کا روزگار تو نکل آئے گا!!! لیکن ڈرائیوروں کیلئے بھی تعلیم یافتہ ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے تو پھر پاکستانیوں کیلئے روزگار کی گنجائش کتنی ہو گی؟

یہاں یہ سوال واضع ہونا چاہیئے کہ چین اس وقت ماوزے تنگ اور چوین لائی والا سوشلسٹ ملک نہیں بلکہ ڈینگ زیاؤ پنگ اور زی پنگ والا سرمایہ دار ملک اور علی بابا جیسے ق اجارہ دار سامراجیوں کا ملک ہے۔ سوویت یونین کیگ بھی ملک میں صنعت یا زراعت میں جو سرمایہ کاری کرتا تھا اس میں بنیادی مقصد اس ملک کی ترقی اور عوام کی معاشی خوشحالی ہوتا تھا۔ اگر وہ قرضہ بھی دیتا تھا تو اس پر معمولی سروس چارجز ہوتے تھے۔ کیوں کہ سوویت یونین کا مقصد کسی ملک سے سرمایہ کما کر اپنے ملک میں لے جانا نہیں ہوتا تھا۔ چین تو دنیا سے اپنے ملک کی طرف سرمائے کی پرواز (Flight of Capital) کر رہا ہے۔ جس کے نتیجے میں چین میں کھرب پتی بن چکے ہیں۔ سی پیک بھی مزید سرمایہ کاری اور سرمائے کی حوس کا منصوبہ ہے۔ چین، بلوچستان کے سینڈک، ریکوڈک اور سیسے کی کانوں سے سالانہ اربوں ڈالر کما رہا ہے۔ اس سے بلوچستان کی کتنی ترقی ہوئی ہے وہ آنکھوں کے سامنے ہے۔ تازہ اطلاعات کے مطابق 36 قسم کی دھاتوں کے نئے ذخائر بلوچستان سے ملے ہیں۔ ان میں ایک مہنگی ترین دھات مولی بینیم دھات بھی ملی ہے جو خلائی جہازوں میں استعمال ہوتی ہے۔ اس کے ایک ٹن کی قیمت سوا کروڑ روپیا ہے۔ یہ بھی چین کو دی گئی ہے۔ پاکستان کی اسٹاک ایکسچینج کے 40 فیصد حصو چین نے خرید لیئے ہیں۔ کراچی کے

سرکلر ریلوے کا ٹھیکہ جاپان سے منسوخ کر کے چین کو دیا گیا۔ اس کے معنی چین پاکستان میں ہر شعبے میں اجارہ داری حاصل کرتا جا رہا ہے۔ تاریخ پر نظر دوڑاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ کی ایسٹ انڈیا کمپنی نے مغل دربار میں اثر و رسوخ قائم کرنے کے بعد پہلے سے موجود ہالینڈ اور پرتگال کی تجارتی کوٹھیوں کو بند کرایا تاکہ مقابلہ نہ ہو۔ ان کمپنیوں کو انڈیا سے نکالنے کے بعد کمپنی نے اجارہ داری قائم کر دی اور پھر پورے انڈیا پر قبضہ جما لیا۔ چین بھی اس وقت پاکستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرح پہلے اجارہ داریاں قائم کر رہا ہے اور خدشہ یہ ہے کہ پاکستان پر مکمل طور پر قابض ہو جائے گا۔ چین کے پڑوسے ملک کمبوڈیا میں یہ ہو چکا ہے۔ کچھ سرکاری نقطۂ نظر بیان کرنے والے دانشوروں کا کہنا ہے کہ چین پاکستان کیلئے ایسٹ انڈیا کمپنی ثابت نہیں ہوگا۔ کیوں کہ اقتدار اعلیٰ پاکستان کے پاس ہے اور پاکستان کے پاس اپنی فوج ہے جب امریکی سامراج سے معاہدے کیئے جا رہے تھے تو اس وقت بھی یہی نوید سنائی جاتی تھی کہ پاکستان کا اقتدار اعلیٰ محفوظ اور مضبوط ہاتھوں میں ہے پھر امریکی سامراج نے ہمارا کیا حشر کیا اس کی تاریخ گواہ ہے۔ پاکستان کا اقتدار اعلیٰ کتنا پاکستان کے پاس ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آج تک حکمران بننے والی شخصیات پہلے واشنگٹن سے معاملات طے کرتی رہی ہیں یعنی پاکستان کا پاور بروکر امریکا رہا ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان کے حکمران کس حد تک محب وطن ہیں اس کا اندازہ ہم سب کو ہے۔ کمیشن اور سی آئی اے سے تنخواہ لیکر آج تک امریکا کی غلامی میں ملک کو پھنسایا ہوا ہے۔ جس کے نتائج ہم بھگت رہے ہیں۔

چین کی اجارہ داری کی حفاظت پاکستان کی پولیس اور فوج کرے گی جن کیلئے اخباروں میں خبریں آچکی ہیں کہ این ایف سی ایوارڈ کی رقم میں سے صوبوں سے کٹوتی کی جائے گی ایک تجویز یہ بھی گردش کر رہی ہے کہ یوٹیلٹی بلوں میں سی پیک کی حفاظت کیلئے ایک فیصد نیا ٹیکس لگایا جائے۔ تاکہ سی پیک کی حفاظت کیلئے قائم کیئے جانے والے فورس کا خرچہ نکالا جا سکے۔ سی پیک سے منافع کمائے چین کمیشن حاصل کریں حکمران اور افسر شاہی اس کی حفاظت کیلئے رقم ادا کرے عوام۔ اس کے علاوہ آج کے دور میں 19 ویں صدی کی طرح سامراجیت کا دور نہیں ہے۔ آج کا دور مالیاتی سامراجیت کا دور ہے۔ جس کو نئے قسم کا نوآبادیاتی نظام کہا جاتا ہے۔

کچھ سادہ لوح اور سرکاری خرچ پر پلنے والے دانشوروں کا کہنا ہے کہ بہر حال سی پیک سے پاکستان کی ترقی تو ہو گی۔ سوال یہ ہے کہ ترقی کس کے لیئے چند مٹھی بھر سرمایہ داروں کیلئے، ان کی ارتکاز دولت کیلئے یا عوام کیلئے۔ سرمایہ دارانہ پیمانہ میں کسی ملک کی معاشی ترقی کی شرح کیا ہے، اس ترقی نے کتنے ارب پتی پیدا کیئے۔ کیا یہ ترقی کا پیمانہ ہے۔ یہ ترقی اس کو کہتے ہیں کہ کسی ملک میں کتنے بڑے اور خوبصورت شیشوں والے پلازہ بنیں۔ ہمارا

ترقی کا پیمانہ یہ ہے کہ عام آدمی کی آمدن میں اضافہ ہو، اسے علاج، تعلیم کی سہولتیں میسر ہوں، انہیں روزگار میسر ہو، انہیں رہائش کیلئے گھر ملے، انہیں صاف پانی مہیا ہو انہیں نکاسی آب کی سہولت میسر ہو انہیں سماجی تحفظ ہمارا ملے، سماجی ترقی ہو۔ سوویت یونین کے رد انقلاب کے بعد سرمایہ داری نظام اور سامراجیت بے لگام ہو کر دنیا کو لوٹ رہی ہے۔ اس کے نتیجے میں مفلسی کے شکار عوام کی تعداد بڑھ رہی ہے اور دولت و دنیا کے وسائل مٹھی بھر لوگوں کے قبضے میں آتے جا رہے ہیں۔ انڈیا نے بہت ترقی کی ہے لیکن ایک فیصد امیروں کے پاس ملک کی 58 فیصد دولت آگئی ہے۔ دنیا کے 57 امیروں کے پاس دنیا کی 70 فیصد آبادی سے زیادہ دولت قبضے میں ہے۔ دنیا کے 10 افراد کے پاس پوری دنیا کے 3 ارب 60 کروڑ آبادی سے زیادہ دولت اور وسائل منتقل ہو چکے ہیں۔ یعنی سرمائیداری نظام کے تحت جہاں پر بھی ترقی ہو رہی ہے وہاں غربت اور امارات میں خلیج بڑھتی جا رہی۔ کیا اس ترقی سے پاکستان کے عام آدمی کو کچھ مل پائے گا۔ آج پاکستان میں 50 فیصد سے زیادہ آبادی غربت سے نیچے زندگی بسر کر رہی ہے۔ سی پیک کے شاندار منصوبوں کے بعد اس تعداد میں مزید اضافہ ہو گا۔

امریکا، برطانیہ، جرمنی، فرانس، روس اور چین ایک جیسے دنیا کے سرمائیداری نظام کے مراکز ہیں۔ آج تک ہمیں مغربی سامراج لوٹتا رہا ہے اب اس کی جگہ مشرقی اور پڑوسی سامراج لوٹے گا۔ اور آدھی صدی سے بھی کم عرصے میں پاکستان میں موجود تیل، گیس و دیگر معدنیات کا صفایا کر دے گا۔

□